تبصرہ کتب

نام کتاب : اقبال کی صحت زبان
ترتیب و تحقیق : ڈاکٹر اکبر حیدری
صفحات : ۳۸۲
قیمت : -/۲۵۰
تقسیم کار : نصرت پبلشرز امین مارکیٹ لکھنؤ 226018
مبصر : نیر مسعود

جہاں تک تحقیق کی دنیا میں نئی نئی معلومات کی فراہمی اور نادر ماخذوں کی بازیابی کا تعلق ہے، معاصر محققوں میں ڈاکٹر اکبر حیدری کی برابری کوئی نہیں کر سکتا- وہ ایک مدت سے ہمہ وقتی تحقیق میں لگے ہوئے ہیں اور بڑی تعداد میں بہت اہم کتابیں اور مضامین شائع کر چکے ہیں- ایک بار پٹنہ میں میرے سامنے مرحوم قاضی عبدالودود کے سے جید محقق نے ان کی تلاش و محنت اور تحقیقی دیانت کی تعریف کی تھی (اسی موقع پر قاضی صاحب نے ان سے کلیات میر کی تدوین کی فرمائش بھی کی تھی) -مشفق خواجہ اور ڈاکٹر جمیل جالبی سمیت بیشتر محقق ڈاکٹر اکبر حیدری کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں-

ڈاکٹر حیدری کی تحقیقی سرگرمیوں کا ایک کارآمد رخ یہ بھی ہے کہ وہ پرانے ،بہت سے فراموش شدہ اخباروں اور رسالوں کی ورق گردانی کرتے اور ان میں سے نادر اور بیش قیمت معلومات ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے رہتے ہیں- اس طرح وہ ایک طرف اردو صحافت کی تاریخ میں توسیع کر رہے ہیں ، دوسری طرف ان اخباروں ، رسالوں میں بکھری ہوئی تحقیقی معلومات کو مربوط مضامین کی صورت میں سامنے لا رہے ہیں- ان مضامین کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ انجمن ترقی اردو پاکستان کے موقر اور معیاری مجلّے اردو (کراچی) نے تین سو سے زیادہ صفحوں کا ایک پورا شمارہ ڈاکٹر حیدری کے ان مضامین کے لیے وقف کر دیا ہے جن میں اردو کے چودہ قدیم رسالوں اور اخباروں کے بارے میں معلومات اور ان میں شائع ہونے والی تحریروں کے انتخاب یکجا کیے گئے ہیں-

ڈاکٹر حیدری کی کتاب اقبال کی صحت زبان بھی پرانے رسالوں سے ان کی تحقیقی علاقہ مندی کا ایک عمدہ مظہر ہے - ۱۹۰۳ء سے ۱۹۳۱ء تک برصغیر کے رسالوں میں اقبال کی زبان دانی کے موضوع پر جو اعتراض اور دفاعی تحریریں شائع ہوتی رہیں ، انہیں مرتب کر کے ضروری متعلقہ معلومات کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے - اس طرح یہ کتاب اردو کے ایک ادبی معرکے کی مستند روداد بن گئی ہے -

اقبال کی زبان پر کثرت سے اعتراض وارد کیے جاتے ، اور اسی کثرت سے ان اعتراضوں کے جواب بھی دیے جاتے تھے - اعتراض کرنے والوں میں یو- پی کے زبان دان پیش پیش تھے ، لیکن اہل پنجاب کی طرف سے بھی گاہ گاہ اعتراض ہو جاتے تھے - جواب زیادہ تر پنجاب کے اہل قلم کی طرف سے آتے تھے ، لیکن یو- پی اور لکھنؤ کے بھی بعض زبان دانوں نے اقبال کا دفاع کیا (مثلاً سراج لکھنوی کا تفصیلی مضمون '' اقبال کی شاعری پر حق و ناحق نکتہ چینی'') -

کلام اقبال کے تنقیدی جائزوں پر مشتمل اس کتاب کا مطالعہ دلچسپ بھی ہے اور کار آمد بھی - اس میں سب سے اہم مضمون خود اقبال کا ہے - رسالہ اردوے معلیٰ علی گڑھ کے ''شماروں میں'' تنقید ہمدرد'' کے فرضی نام سے دو مضمون '' اردو زبان پنجاب میں'' اور '' اردو کے نادان دوست'' شائع ہوئے تھے جن میں چودھری خوشی محمد ناظر اور اقبال کے کلام پر اعتراض کیے گئے تھے - اقبال کا مضمون '' اردو زبان پنجاب میں'' (مخزن لاہور) انہی اعتراضوں کا جواب ہے - اقبال کا پرشکوہ اور متین لہجہ اس مضمون کو کتاب کی دوسری تحریروں سے ممتاز کرتا ہے - مضمون کے شروع میں وہ لکھتے ہیں :

> '' اگرچہ تنقید ہمدرد صاحب نے بالخصوص حضرت ناظر کی نسبت اور بعض بعض جگہ میری نسبت دل آزار الفاظ استعمال کیے ہیں ، مگر میں باوجود حق اور قدرت کے اس بات سے احتراز کروں گا'' -

ناظر اور خود اپنی زبان پر اعتراضوں کے جو جواب اقبال نے دیے ہیں ، اور سند میں دوسرے شاعروں کے جو شعر پیش کیے ہیں ، وہ ان کے زبردست مطالعے ، کلاسیکی شعری زبان کے اصول و قواعد اور فنی رموز سے گہری واقفیت کا ثبوت دیتے ہیں - وہ ایک ایک لفظ اور اس کے محل استعمال کی مثال میں شعر پر شعر دیتے چلے جاتے ہیں (اور ان میں میر سے لے کر حسرت موہانی تک کے شعر شامل ہیں) - لیکن معترض نے اس مسلمہ اور مسکت طریق کار پر یہ عجیب و غریب تبصرہ کیا ہے :

''اصل بات یہ ہے کہ حضرت اقبال چونکہ خود زبان اردو کی کیفیت سے واقف نہیں ہیں، اس لیے وہ مجبوراً مثالوں پر بھروسا کرتے ہیں''۔

اقبال نے اپنا مضمون اس طرح ختم کیا ہے:

''میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ کے مضمون سے میری طبیعت تحقیق کی طرف مائل ہوئی، اور کیا تعجب ہے کہ میرا جواب آپ کی طبیعت پر بھی یہی اثر کرے۔ آپ مطمئن رہیں، مجھے اساتذہ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہے---قسم بہ خداے لم یزال میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ بسا اوقات میرے قلب کی کیفیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ میں باوجود اپنی بے علمی اور کم مائگی کے شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں، ورنہ مجھے نہ زبان دانی کا دعویٰ ہے نہ شاعری کا''۔

اس بات کا ذکر کہ معترض نے اپنی شناخت چھپائی ہے، اقبال اس طرح کرتے ہیں:

''ایک صاحب ''تنقید ہمدرد'' جو اخلاقی جرأت کی کمی یا کسی اور نامعلوم مصلحت کے خیال سے اپنے نام کو اس نام کی نقاب میں پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں''۔

ڈاکٹر اکبر حیدری نے معترض کی نقاب کشائی کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ حکیم عبدالکریم برہم تھے۔

کتاب کا مقدمہ اقبالیات کے سلسلے میں معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے متعلقہ رسالوں، ان کے مدیروں، مضمون نگاروں وغیرہ پر بہت تحقیق کے ساتھ لکھنے کے علاوہ رسالوں اور مضامین کے عکس بھی کتاب میں شامل کیے ہیں، اور اقبال کے خلاف پنجاب کے سید برکت علی شاہ ''گوشہ نشین'' کی کتاب ''اقبال کا شاعرانہ زوال'' سے بھی ادبی دنیا کو واقف کرایا ہے۔

''اقبال کی صحت زبان'' پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم صحافتی ادب میں ادبی معلومات کے کیسے کیسے خزانے پنہاں ہیں۔ لیکن ان خزانوں کو تلاش اور دریافت کرنا اس محنت شاقہ کا تقاضا کرتا ہے جس کا ایک ثمرہ ڈاکٹر اکبر حیدری کی یہ کتاب ہے۔

نام کتاب: مقالات احسن
مصنف : پروفیسر ڈاکٹر عبدالشکور احسن
مرتبین : پروفیسر ڈاکٹر آفتاب اصغر/ڈاکٹر معین نظامی
ناشر : شعبہ فارسی ، یونیورسٹی اورینٹل کالج ـ لاہور
قیمت : -/۳۰۰ روپے صفحات ۴۷۰ خوبصورت جلد
تبصرہ : ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

ڈاکٹر عبدالشکور احسن کا نام نامی اہل قلم و ادب کے حلقوں میں بڑا جانا پہچانا اور مشہور ہے- آپ فارسی زبان و ادب کے ایک عظیم یونیورسٹی استاد ہونے کے علاوہ اس زبان و ادب سے متعلق کئی کتب و مقالات کے مصنف ہیں - آپ کے مقالات ، ایرانی رسائل کے علاوہ برصغیر کے مؤقر فارسی و اردو مجلّات ، نیز یورپ کے بعض انگریزی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں- ایرانی رسائل میں آپ کی ان ادبی خدمات کا باقاعدہ اعتراف کیا گیا ہے- زبان شناسی سے متعلق کتب کے علاوہ اقبال کی فارسی شاعری کے حوالے سے آپ کی کتاب اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ کو بہت پذیرائی مل چکی ہے- اب شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کے دو اساتذہ ڈاکٹر آفتاب اصغر چیئرمین شعبہ (جو اب ریٹائر ہو چکے ہیں) اور پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی نے محترم ڈاکٹر احسن صاحب کے مقالات کا مجموعہ، کتاب زیر تبصرہ کی صورت میں شائع کر کے بلاشبہہ بہت بڑی ادبی خدمت انجام دی اور ان انتہائی اہم اور پر از افادیت مقالات کو گوشہ فراموشی میں پڑے رہنے سے بچا لیا ہے-

کتاب ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر ڈاکٹر ہادی حسن مرحوم کے نام معنون ہے جو شعبہ فارسی کے صدر اور محترم ڈاکٹر احسن صاحب کے استاد گرامی تھے- ایرانی سفیر سید سراج الدین موسوی کی طرف سے ''پیغام تہنیت'' ہے جس میں پاکستان کے لیے فارسی زبان و ادب کی اہمیت و افادیت پر مختصر روشنی ڈالی گئی اور اس کتاب کی اشاعت پر محترم احسن صاحب کو خراج ارادت و تہنیت پیش کیا گیا ہے- ڈاکٹر خالد حمید شیخ (اس وقت کے وائس چانسلر) نے ''ہدیۂ تبریک'' میں اس کتاب کی اشاعت پر اظہار مسرت کیا اور یہ توقع کی ہے کہ یہ کتاب فارسی زبان و ادب کے تلامذہ و اساتذہ نیز عام قارئین کے لیے حد درجہ قابل استفادہ ہو گی اور

اس سے علم و تحقیق کے کئی نئے خوش منظر دریچے کھلیں گے -

'' پیش گفتار'' میں اس وقت کے پرنسپل اورینٹل کالج ، پروفیسر ڈاکٹر سہیل احمد نے ایران و افغانستان اور وسط ایشیائی ریاستوں سے پاکستان کے نئے تمدنی رابطوں کے حوالے سے فارسی زبان و ادب کی اہمیت پر زور دیا اور اس اہم و مفید کتاب کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے - اس سے پہلے انھوں نے مقالات میں ، موضوعات کے اعتبار سے ، بڑے تنوع کی طرف اشارہ کیا ہے - ڈاکٹر آفتاب اصغر صاحب نے '' نذر احسن'' کے عنوان سے برصغیر پاک و ہند میں فارسی زبان و ادب کی ترویج کی مختصر تاریخ دی اور محترم احسن صاحب کی استادانہ عظمت ، حکومت ایران کی طرف سے انہیں '' نشان سپاس'' ملنے اور اس ضمن میں اپنی حکومت کا شکوہ اور آخر میں کتاب زیر تبصرہ کے مقالات کے حصول کا تذکرہ کر کے خود محترم احسن صاحب اور دیگر ارباب معاون کا شکریہ ادا کیا ہے -

۱۹۵۴ء میں تہران یونیورسٹی کی دعوت پر حکومت پاکستان نے محترم احسن صاحب کو جدید فارسی زبان و ادب کے لیے منتخب کیا تھا - وہاں انہیں جدید شعراء و ادبا سے ملنے اور جدید نظم و نثر کا مطالعہ کا موقع ملا - پھر تہران یونیورسٹی کی طرف سے تدریس کے ایک باقاعدہ پروگرام کے علاوہ انھوں نے دو موضوعات --- اسلامی دور سے پہلے کی ایرانی زبان و ثقافت اور معاصر فارسی زبان و ادب ، بالخصوص فارسی شاعری کا ارتقا --- پر خاص توجہ دی - '' سر آغاز'' میں انھوں نے ان امور کے علاوہ اپنے رجحان اور بعض دوسرے امور پر بھی روشنی ڈالی ہے - ان کا پانچ صفحات پر مشتمل یہ مضمون اپنی جگہ ایک اہمیت و افادیت کا حامل ہے کہ اس سے قاری کو مقالات کا ، کسی حد تک ، پس منظر بھی معلوم ہو جاتا ہے - آخر میں انہوں نے مرتبین حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے - اگرچہ محترم احسن صاحب نے فارسی زبان و ادب کے بارے میں انگریزی، اردو اور فارسی میں بہت کچھ لکھا ہے ، لیکن کتاب زیر تبصرہ میں ان کے صرف اکیس مقالات شامل ہیں - ان مقالات کے بعد ''ضمیمہ'' کی صورت میں ان کا زندگی نامہ ، کچھ اہم دستاویزات کی اور چند یادگار تصاویر اور آخر میں '' فہارس'' ہیں -

فارسی زبان یعنی لسانیات پر مقالات ، مثلاً قدیم ایرانی زبانیں ، فارسی باستان ، فارسی دری ، فارسی زبان پر عربی اثرات ، ایرانی صوتیات اور زبان عامیانہ کے علاوہ زیادہ تر جدید فارسی شعر و ادب پر مقالات ہیں ، جیسے جدید فارسی شاعری کا تاریخی اور لسانی پس منظر ، جدید فارسی ادب کا سیاسی و سماجی پس منظر ، جدید فارسی ادب کے بنیادی محرکات ، جدید فارسی شاعری پر مغربی اثرات ، فارسی نثر کا جدید دور وغیرہ ؛ پھر '' فارسی ہمارا ثقافتی سرمایہ''،'' پاکستان میں

فارسی ادب کا ارتقا"، "انقلاب ایران اور اقبال" اور "اقبال اور فطرت" جیسے مقالات بھی اس میں شامل ہیں-

یہاں، جگہ کی قلت کے سبب صرف عنوانات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے ورنہ ہر مقالہ اس لائق ہے کہ اس میں سے چند سطور ضرور نقل کی جائیں- ہر مقالے کی کتابیات (جن میں مخطوطات بھی شامل ہیں) دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ محترم احسن صاحب نے کس وسیع اور عمیق مطالعہ کے بعد یہ مقالات تحریر فرمائے ہیں- جیسا کہ ملاحظہ ہوا، مقالات کے عنوانات سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں فارسی علم و ادب سے متعلق کئی اہم گوشوں کو عرق ریزی کے ساتھ سامنے لایا گیا ہوگا، لیکن ان کے مطالعہ کے بعد مذکورہ امر کی تصدیق کے علاوہ، قاری کی حیرانی کی حد تک، یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان میں ایسی دلچسپی کا سامان کیا گیا ہے جو فارسی ادب کے قاری اور طالبعلم کو تو متاثر کرتا ہی ہے، فارسی ادب سے ناواقف، یا دوسرے لفظوں میں، عربی اور اردو ادب کا قاری بھی ان سے پوری طرح محظوظ ہو کر اپنا دامن، علم و ادب کے جواہر پاروں سے بھر لیتا ہے- ہر ہر مقالہ "کرشمہ دامن دل من کشد کہ جا اینجاست" کا عملی نمونہ ہے- راقم کے خیال میں فاضل مرتبین نے یہ مقالات مرتب کر کے محترم احسن صاحب کے شاگردان رشید ہونے کا ثبوت تو دیا ہی ہے، ساتھ ہی شیدائیان علم و ادب کے لیے ایک گرانقدر تحفے کا سامان کر کے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا ہے-

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

یہ کتاب، بلاشبہ حوالے کی ایک نہایت اہم اور مفید کتاب ہے جس سے فارسی، اردو اور عربی، تینوں زبانوں کے سکالرز استفادہ کر سکتے ہیں- کتاب کے آخر میں کتابوں، اشخاص اور مقالات کا اشاریہ ہے جو محققین کے لیے آسانی کا باعث بنے گا- کتاب کی جلد اور چھپائی دونوں خاصی جاذب نظر ہیں-